بابر حسین
اسکالر پی ایچ۔ڈی اردو
نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

اوڈیسی میں تہذیب وثقافت کی جھلکیاں

The colours of civilization and culture in odyssey Greek civilization is one of the oldest culture,we know of by odyssey we come to know of Ancient Greece ,which was called the Era of heroes .Through the journey of odyssey ,Homer tells how a moral exerts and what is the nature of his struggle.we travel with him to Ancient Greece and takes us high into his imagination . Their culture of gods and godesses even survives to this day in the form of mounds and rains , a trace of once which was callwd a great civilization.

تہذیب(CIVILIZATION)میں مذہب اور عقیدے کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔تہذیب کا تناظر وسیع ہوتا ہے اس میں کسی قوم کی فکر اور سلسلہ وار تاریخ کو بھی سامنے رکھا جاتا ہے۔تہذیب روح کا نام ہے۔جیسے یونانی تہذیب، ہندو تہذیب یا اسلامی تہذیب۔تہذیب کی حدود ہمیں ایک معاشرے میں نظر آتی ہیں خواہ اس معاشرے کے لباس، کھانوں، ادب آداب، رسم ورواج میں جس میں جس قدر بھی تنوع ہو۔ان سب میں تہذیب کا ایک مخصوص رنگ جھلک رہا ہوتا ہے۔

رہن سہن، رسم ورواج، ادب وآداب کو ثقافت یا مقامیت کہتے ہیں۔یہ محدود ہوتی ہے اور اپنے علاقے کی ترجمانی کرتی ہے۔مثلاً یونانی کلچر، ہندوستانی کلچر، پاکستانی کلچر۔

ہم کسی معاشرے سے اس کے اعتقادات نکال نہیں سکتے۔مذہب نے انسان کی ہمیشہ راہنمائی کی ہے۔قدیم زمانے میں خدا کے دو تصور تھے ایک صحرائی خدا جو آسمانوں پر رہتا تھا اور ایک زرعی خدا جو درختوں اور پہاڑوں پر رہتا تھا۔انسان جس چیز سے خوفزدہ ہوا یا اس کو جس چیز سے فائدہ حاصل ہوا اس نے اس چیز کی پوجا شروع کر دی۔اور ہر فائدے یا خوف کو مجسم کر کے ایک دیوتا گھڑ لیا کیونکہ اس کی عقل محدود تھی اور وہ ان دیکھے خدا پر یقین نہیں رکھتا تھا۔

یونانی تہذیب میں بھی خدا کا تصور بہت مضبوط ہے اور بے شمار دیوتا ہمیں نظر آتے ہیں۔۔یونان میں ایک اولمپس نامی پہاڑ موجود ہے جس کے بارے میں لوگوں کا عقیدہ تھا کہ یہاں دیوتاؤں کا خدا زیوس رہتا ہے۔اولمپس کا پہاڑ لوگوں کی نظر میں عرش بریں کا درجہ رکھتا تھا۔

اس زمانے کا خدا گوشت کھاتا تھا نذرانے اور بھینٹ وصول کرتا تھا۔اس معاشرے میں قربانی کا تصور موجود تھا۔قربانی دیوتاوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے دی جاتی تھی۔

قدیم یونان ان گنت دیوتاوں کی پرستش کرتا تھا، ہر کام پر الگ دیوتا مامور تھے۔کچھ دیوتاوں کا کام پیدائش واموات دینا تھا، کچھ رحم دل دیوتا مدد کرتے اور مصائب سے نکالتے تھے۔کچھ دیوتا سمندروں پر مامور تھے جو سمندروں پر طوفان اور طلاطم خیزیاں برپا کرتے تھے اور شاعری کی دیوی اپنے چہیتوں کو سریلے نغمات بخشتی تھی۔

زیوس اولمپس پر رہتا تھا۔وہ دیوتاوں کا دیوتا تھا، اس کا محل عرش بریں پر تھا۔تمام دیوتا اس کے فرمانبردار تھے، اس کی اجازت سے ہر کام کرتے اور اس سے ہر معاملے میں مشورہ طلب کرتے تھے۔

چمکیلی آنکھوں والی دیوی ایتھنہ زیوس کی بیٹی ہے وہ رحم دل اور سراپا محبت ہے۔وہ بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھاتی اور روپ بدل بدل کر انسانوں کی مدد کرتی ہے۔خوب رو کالپسو دیوی اپنے سفلی جذبات کی تسکین کے لیے آدم زاد سے رشتہ قائم کرتی اور اسے اپنے محل میں قید کر لیتی ہے۔پوسائیڈن زلزلہ گیتی دیوتا ہے جو سمندروں میں ہلچل لاتا اور انتقام کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔

> کرکی جادوگرنی الما جزیرے کی ملکہ اور سورج دیوتا کی بیٹی ہے۔یہ بھی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔اوڈیسی میں ہمیں دیوتاؤں اور دیویوں کے مختلف فرائض نظر آتے ہیں۔ہر دیوتا اپنا کام بہت خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہا ہے۔داستان کے آغاز میں ہومر شاعری کو الہامی قوت قرار دیتا اور اسے دیوتاوں سے منسوب کرتا ہے۔ہومر کے خیال میں شاعر اور موسیقار شاعری کی دیوی کے چہیتے ہیں۔شاعری کی دیوی اپنے پیاروں کو بصارت سے محروم کر دیتی ہے لیکن اس کے بدلے میں انہیں سریلے نغمات بخش دیتی ہے۔(۱)

زیوس اپنے سب دیوتاوں کو ہدایت دیتا ہے اس کے محل میں اکثر دیوتا جمع ہوتے رہتے ہیں۔۔اوڈیسی کے آغاز میں ہی ہمیں زیوس کے دربار میں ایک کانفرنس کا منظر نظر آیا جس میں تمام دیوتا جمع ہیں اور انسانوں سے متعلق زیوس سے فیصلے کروا رہے اور اپنی سفارشات پیش کر رہے ہیں۔

پوسیڈن اپنے یک چشم بیٹے سکلوب کے انتقام میں ہر وقت مستعد نظر آتا ہے۔وہ اوڈیسی کو نقصان کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ایتھنی دیوی زیوس سے اوڈیسی کے لیے رحم کی اپیل کرتی ہے۔اس کے نرم دل میں انسانوں کے لیے ہمدردی اور فکر کے جذبات پائے جاتے ہیں۔وہ اوڈیسیوس کے بیٹے ٹیلیماخوس کی بھی قدم قدم پر راہنمائی کرتی ہے۔اس کو شجاعت اور فصاحت عطا کرتی ہے۔ایتھنی مخلص اور ہمدردگار دیوی ہے۔اٹلس سمندروں کی گہرائی کا دیوتا ہے جس نے زمین اور آسمان کو الگ کرنے والے ستون اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔

تمام دیوتا زیوس کا احترام کرتے ہیں، اس کا ہر فیصلہ بلاچون وچراں مانتے ہیں۔اطاعت اور فرمانبرداری انتہا درجے کی ہے۔جب

زیوس کالپسوکواوڈیسی کی آزادی کا کہتا ہےتو وہ صورت کہنا مانتی ہے۔اس نے سات سال تک اوڈیسی کواپنے جزیرے میں قید رکھا، ہرطرح سے اس کی خاطر مدارت کی۔اوڈیسی کوموت کے پنجوں سے چھڑوایا مگر انتہائی بے دلی کے ساتھ اسے اوڈیسی کوآزاد کرنا پڑا۔یہ دیوتا آپس میں کبھی الجھتے ہوئے نظر نہیں آئے حتیٰ کہ ایتھنہ نے پوسائیڈن کی شکایت بھی پوسائیڈن کی غیر موجودگی میں انتہائی محتاط طریقے سے کی۔

ہر دیوتا کی اپنی حدود ہیں وہ اپنی حد سے تجاوز نہیں کرتے۔وہ اپنے وجود کا اظہار بجلی کی چمک سے کرتے ہیں اور مصلحت کے مطابق اپنی طاقت کم یا زیادہ کرکے انسانوں کے سامنے آتے ہیں۔ایتھنہ مختلف روپ بدل بدل کراوڈیسی ٹیلیماخوس اور پینے لو پیا کی مدد کرتی ہے۔

زیوس دیوتا آسمانوں کا دیوتا ہےاور وہ اولمپس میں رہتا ہے۔اٹلس سمندر کی گہرائیوں میں آشنا ہے۔کالسپو ایک عظیم الشان غار میں رہتی ہے۔اس کے غار کی آرائش قابل دید ہے۔ہومر نے اس کے غار کی یوں منظر کشی کی ہے:

> آتش دان میں آگ خوب روشن تھی اور صنوبر اور عرعر کی جلتی ہوئی لکڑیوں کی خوشبو تمام جزیرے میں پریشان تھی۔غار، سرخہ دار، سفید اور مہکیلے مرو کے درختوں کے ایک ہرے بھرے جھنڈ کی آڑ میں تھا۔الو، شکرے اور ہروقت کائیں کائیں کرنے والے پلپرے کوے۔۔۔غار کے دھانے کے بالکل سامنے بیٹھے تھے۔بڑے بڑے خوشوں سے لدی ہوئی انگور کی بیل بے ترتیبی سے چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔اور چار مختلف مگر پاس پاس کے سوتوں سے صاف وشفاف پانی کے نالے ہر رخ میں بہہ رہے تھے۔دونوں جانب سبزہ زار میں سوسن اور اجمود پھولا ہوا تھا۔بیشک یہ ایک ایسا مقام تھا جسے دیوتا بھی دیکھ لیتے تو حیران اور مسرور ہو کر رک جاتے۔(۲)

دیوتا انسانوں پر مہربان بھی ہیں اور ان کو تباہ بھی کرتے ہیں۔زیوس ہمیشہ خیر کو غالب دیکھنا چاہتا تھا اس لیے وہ اوڈیسی کو زندہ رکھتا اور تمام خطرات پر فتح یاب کرتا ہے۔وہ اوڈیسی کی تعریف کرتا اور اسے اپنے عہد کا سب سے دانش مند انسان کا خطاب دیتا ہے۔وہ اس کی فراخ دلی اور نذرانے دینے کی خوبی کو ستائش کی نظروں سے دیکھتا ہے۔زیوس اوڈیسی کا دشمن نہیں بلکہ اسے پوسیڈن کے چنگل سے بچا کر بخیروخوب وطن واپس بھجواتا ہے۔

ایتھنی دیوی بھی نیکی کی دیوی ہے۔وہ اوڈیسی اور ٹیلیماخوس کی خیر خواہ ہے۔اس کے دل میں اوڈیسی کے لیے تڑپ ہے۔وہ ٹیلیماخوس کی مدد کرتی ہے۔خواستگاروں کی لاف زینوں کے سامنے ٹیلماخوس کا حوصلہ برقرار رکھتی ہے۔ایتھنی واحد دیوی ہے جو زیوس سے اوڈیسی کی جان بخشی کی سفارش کرتی ہے۔

یہ آسمانی دیوتا اپنے سفلی جذبات کی تسکین کے لیے انسانوں سے روابط بھی قائم کر لیتے ہیں لیکن ایسے تعلقات کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔اس لی کالپسو کو جب زیوس نے سرزنش کی اور اسے اوڈیسی کو اپنے وطن واپس بھیجنے کا کہا تو وہ حسد کی آگ میں بھڑک اٹھی اور اپنے دل کی بھڑاس یوں نکالنے لگی، وہ غصے اور خوف سے کانپنے لگی:

تم دیوتا بڑے ظالم ہو حسد کرنے میں کون تمہاری برابری کر سکتا ہے؟ تم کسی دیوی کو انسان کی آغوش میں دیکھ کر نچلے نہیں بیٹھ سکتے، چاہے اس نے اس آدمی کو جائز طور پر اور کھلم کھلا اپنا شوہر بنا کر سب کچھ کیا ہو۔ جب گلابی آنکھوں والی ایوس، صبح کی دیوی اور یون پر عاشق ہوئی تھی اس وقت ہی تم آرام طلبوں کی یہی حالت تھی، تم سخت برہم ہو گئے تھے۔ اور آخر میں ارتیمس نے سنہرے سنگھاسن سے اٹھ کر صبح کے محبوب کو اپنے نازک تیروں سے ہلاک کر دیا تھا۔ اسی طرح جب خوش نما کاکلوں والی حسین دیمے تیر جذبات سے مغلوب ہو کر اپنے محبوب ایاسیون سے کھیت میں ہم آغوش ہوئی تو زیوس کو اس بات کا پتہ چلتے دیر نہ لگی اور اس نے ایاسون کو برق خاطف گرا کر فنا کر دیا۔ اب میری باری آئی ہے کہ ایک انسان کے ساتھ کر دیوتاؤں کی ناراضی مول لوں۔۔۔ اب مجھے اوڈیس سے جدا ہونا پڑے گا کیونکہ کوئی دیوتا زیوس کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ (۳)

شاہ زلازل پوسیڈن کو اوڈیسس کے ساتھ انتہائی بیر تھا۔ اوڈیس جب بھی سمندری سفر پر نکلتا وہ لہروں کو بھرا دیتا اور مشکلات کے پہاڑ کھڑے کر دیتا ہے۔ اس کے جہاز کو پاش پاش اور ساتھیوں کو فنا کر دیتا ہے۔

زیوس جو تمام دیوتاؤں اور انسانوں کا باپ ہے انسان کے بارے میں یہ رائے دیتا ہے:

کیسی افسوس ناک بات ہے کہ انسان تمام مصیبتوں کا ذمہ دار دیوتاؤں کو ٹھہراتے ہیں حالانکہ خود ان کے کرتوت کی بدولت ان پر ایسے عذاب نازل ہوتے ہیں جو ان کے مقدر میں لکھے ہی نہ گئے تھے۔ (۴)

ہومر نے اس منظوم قصے میں خصوصیت کے ساتھ جواں ہمت اور بلند حوصلہ اوڈیسی کی محبت دوستی اور وطن پرستی کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ اوڈیس نے اس قدیم یونانی تاریخ کو تازہ کیا ہے جسے سورماؤں کا دور کہا جاتا تھا۔ اوڈیس کے حوالے سے یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ ایک فانی انسان کی جدوجہد کیا اور کیسی ہو سکتی ہے اور انسان کے تہذیبی ورثے کی تلاش کیا اہمیت رکھتی ہے؟ سفر وسیلہ ظفر ہے۔ اور ہومر نے اوڈیس کے سفر کا حال بیان کرتے ہوئے نہ صرف ہمیں قدیم یونان کی سیر کروائی ہے بلکہ ہمیں تخیل اور رومان کی دنیاؤں کی سیاحت پر بھی لے گیا ہے۔ اسی طرح ہم اوڈیسی کے ذریعے ایک سے زیادہ تہذیبوں اور ان کے رسم و رواج سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔

سائکون اور کمپکوپس نامی قوموں کی طرز معاشرت، راسمالی جزیرہ لاموس جزیرہ اور اوگی گیا جزیرہ اور پاتال کے متعلق معلومات شامل ہوتی ہیں۔ قدیم یونان کے نقشے کو اگر ہم دیکھیں تو وہ بہت سے جزائر پر مشتمل سمندر کے کنارے آباد ملک ہے اس لیے ہمیں اوڈیسی میں بار بار سمندر نظر آتا ہے۔ اور اوڈیسی انہی جزائر میں بھٹکتا رہتا ہے۔ اس لیے داستان کی سرشت میں بہتے ہوئے پانیوں کا ریلم ریلا گندھا ہوا ہے۔ بیانیہ کا کوئی چھوٹا ہیر پھیر ایسا نہیں جہاں سمندر جھلک نہ مارتا ہو۔ یہ شاعر کی اچھوتی اختراع ہے کہ پانی کو جلا بھی بخشتا ہے اور دیوتا بھی ہے۔ اس کہانی میں ہمیں تمدن اور تہذیب کا رچاؤ نظر آتا ہے۔ یہاں ایلیڈ کی طرح بے تحاشا جدال اور قتال نہیں ہے۔ یہ زمانہ امن کی کہانی ہے جہاں لڑائی کی جنگ ختم ہو چکی ہے۔ اس لیے ہمیں یونانی تہذیب و تمدن کو بغور دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔

اوڈیسی میں مسائل کی نوعیت مختلف ہے،سکون یہاں بھی نایاب ہے،کوئی لٹ جانے کے ذریعے سے بے حال ہے تو کسی کو جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔عورت اور مرد کے درمیان محبت اور احترام کے رشتے کی کیا حدود ہیں، پرانا مال کھسوٹنے والوں سے کیوں کر نمٹنا جائے،نوکروں سے کس حد تک وفا کی امید رکھی جاسکتی ہے،اخلاقیات کا کیا تصور ہے؟ تواضع اور قربانی کا کیا مقام ہے،اس معاشرے میں عورت کا کیا مقام ہے؟ ان تمام سوالوں کے جواب ہمیں اس داستان میں بخوبی مل جاتے ہیں۔

قربانی دیوتاؤں کے حضور دی جاتی تھی ان کے عقیدے کے مطابق دیوتا گوشت کھاتے تھے اور شراب کا نذرانہ وصول کرتے ہیں۔قربانی دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے دی جاتی۔جب قدیم یونان کے لوگ کسی مہم پر نکلتے تو سب سے پہلے مینڈھے کی قربانی دیتے ہیں تا کہ زیوس کا آشیر باد حاصل ہو اور آسمانی بلاؤں سے وہ محفوظ رہیں۔داستان میں ہمیں جابجا قربانیوں کا ذکر نظر آتا ہے۔مثلاً آغاز میں ہی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ سمندری دیوتا پوسیڈن ایتھوپیا بیلوں اور مینڈھوں کا نذرانہ قبول کرنے گیا ہوا ہے۔اور جشن کے رقص وسرور سے محظوظ ہونے کے لیے وہیں ٹھہر گیا ہے۔

> جب ٹیلیماخوس اپنے باپ کی تلاش میں جانے لگا تو اس نے شراب کے پیالے نکالے اور انہیں لبریز کر کے امر دیوتاؤں اور خصوصاً زیوس کی بیٹی ایتھنہ کو شراب کے قطروں کا نذرانہ پیش کیا۔اہل یونان دیوتاؤں کے اعزاز میں رانوں کا گوشت جلا کر پیش کرتے تھے۔اور اوجھڑی کو گوشت کا بہترین حصہ سمجھا جاتا تھا۔قربانی شکر گزاری کے لیے بھی دی جاتی تھی مثلاً نستور ہمیں اگھستوس کے بارے میں کہتا ہے کہ ''تو اظہار تشکر کے لیے اس نے دیوتاؤں کی مقدس قربان گاہوں کے گوشت کے انبار لگا دیئے اور زربفت کے شاندار تحائف سے مندر کی دیواریں منڈھ دیں۔''(۵)

قربانی حاجت روائی کے لیے دی جاتی تھی۔ستور نے ٹیلماخوس کا ہاتھ پکڑ کر کہا ''اس کم سنی میں دیوتا تمہارے نگہبان ہیں۔۔۔اپنے دختر زیوس اپنے بندے پر کرم فرما مجھے میرے فرزندوں اور میری وفادار بیگم کو نیک نامی عطا کر۔میں اس کے بدلے ایک جوڑی پیشانی والی بے سدھی جوئے کے بوجھ سے نا آشنا، یک سالہ بچھیا کو سینگوں پر سونے کے ورق چڑھا کر تیرے نام پر قربان کروں گا(۶)

جب اہل یونان قربانی کی رسم ادا کرتے تو پانی چھڑک کر باقاعدہ رسم کا افتتاح کیا جاتا پھر جانور کے سر سے بالوں کی لٹ کاٹ کر آگ میں پھینکتے اور گڑ گڑا کر اپنی حاجت روائی کی دعا کرتے۔قربان گاہ پر جو بکھرے جاتے۔عورتیں جانور کی گردن کٹنے پر حسب دستور شور مچاتیں۔جب جانور کی جان نکل جاتی تو ایک پیالے میں اس کا خون جمع کیا جاتا۔حسب معمول رانوں میں سے پارچے کاٹ کر چربی کی تہوں میں لپیٹ کر اوپر کچے گوشت کی ایک اور تہہ رکھ دی جاتی۔ان پارچوں کو آگ میں جلایا جاتا۔ساتھ شعلوں پر سرخ شراب چھڑکی جاتی جب گوشت بھن کر تیار ہو جاتا تو دیوتا کی نذر کیا جاتا۔اس کے بعد باقی ماندہ گوشت کی بوٹیاں بنا کر سیخوں پر چڑھا دی جاتیں اور پکنے پر ان کو کھایا جاتا۔اس زمانے میں یونانی معاشرے میں مہمان نوازی کو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل تھی۔مہمان کو دیوتا کا اوتار سمجھا

جاتا تھا۔ مہمان کی عزت اور جان مال کی حفاظت کی جاتی تھی۔ جب مہمان آتا تو اسے پہلے کھانا پیش کیا جاتا تھا پھر اس سے نام اور آنے کی وجہ دریافت کرتے۔ ٹیلیماخوس نیستور کے دربار میں جب داخل ہوا تو اس نے کہا:

''ہمارے مہمان دعوت سے سیر ہو چکے اب ان کا نام اور پتہ دریافت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''(۷)

ایتھینی جب ٹیلیماخوس کو ملنے اس کے محل میں گئی تو دیوی کو ایک منقش کرسی پر کرسی پوش بچھا کر بٹھایا۔ اس کے پاؤں کے نیچے ایک پیڑی رکھ دی۔ ایتھنی کو خواستگاروں کے مجمع سے خاصا پرے ہٹ کر بٹھایا گیا تاکہ مہمان شور و غل سے آزردہ خاطر نہ ہو۔

''اتنے میں ایک باندی خوبصورت سنہرے جگ میں پنی لائی اور نیچے چاندی کی چلمچی رکھ کر مہمان کے ہاتھ دھلوائے پھر اس نے ایک چم چم کرتی میز مہمان کے آگے رکھ دیا اس پر نان اور کئی قسم کے لذیذ کھانے چن دیئے۔ اتنے میں گوشت کاٹنے والا مختلف قسم کے گوشت کی بوٹیاں چھانٹ کر رکابیوں میں لایا اور ان کو میز پر رکھ دیا۔ قریب ہی اس نے سونے کے پیالے بھی رکھ دیئے جنہیں ساقی گردش کے دوران میں شراب سے لبریز کرتا رہا۔''(۸)

خوستگار بھی سارا دن بکریوں کی گھاس کھینچنے اور موٹے تازے سور بھوننے میں مشغول رہتے۔

ٹیلیماخوس اور اس کے ساتھی جب مینیلاؤس کے دربار میں گئے تو ان کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ خادماؤں نے انہیں نہلایا، تیل کی مالش کی اور گرم کرتے پہنائے گئے۔ پھر بھنے گوشت اور نئے ناب کی پر تکلف ضیافت سے لطف اندوز ہوئے۔ رات کو برساتی میں پلنگ ڈال کر ان پر گدے بچھا کر ارغوانی چادریں ڈال کر اوپر اوڑھنے کو کچھ بھاری کمبل رکھ دیئے۔

اوڈیس جب کاپسو اکے طلسماتی غار سے رخصت ہوا تو بھی رسم مشالغت کے تمام اہتمام نظر آئے۔

''اسے نہلا کر دیوی نے خوشبو دار پوشاک پہنائی۔ کشتی میں دو کھالیں بھی رکھ دیں۔ ایک میں گہرے رنگ کی شراب تھی اور بڑی کھال میں پینے کا پانی تھا۔ اس کے علاوہ چمڑے کا ایک تھیلا تھا جس میں بہت سا اناج اور مزیدار گوشت تھا۔''(۹)

یعنی مہمان کی آمد سے رخصت تک مہمان نوازی کے لوازمات سلیقے سے ادا کیے جاتے تھے۔

گویا جشن، بربط نوازی، رقص، اجلے لباس، گرم حمام، نرم بستر اور کھیل تماشے یونانی معاشرت کی مسرتیں تھیں۔

عورتوں کے بارے میں اوڈیسی میں ہمیں ہمدردانہ روش نظر آتی ہے۔ داستان میں جتنی بھی عورتیں ہیں وہ جداگانہ مزاج اور حیثیت کی مالک ہیں۔ شاید عورتوں کی تصویر کشی میں بردباری اور سوجھ بوجھ کا اتنا عمل دخل اس حقیقت پر دلالت کرتا ہو کہ اوڈیسی میں مقاصد کو چھپانے، گھنے پن سے کام لینے اور بالواسطہ انداز میں مطلب براری کا اہتمام بہت ہے اور اس طریقہ کار سے نسوانیت ٹپکتی ہے۔

بہر حال ''اوڈیسی'' کی عورتوں میں قدر مشترک وہ پراسراریت ہے جو کسی طور پر مردانہ کرداروں کی گرفت میں نہیں آتی۔

محبت کی ماری کاپسو اوڈیسس کو اپنے سے جدا نہیں کرنا چاہتی۔ اوڈیسوس ہمیشہ اس سے سہما سہما رہتا ہے۔ کاپسو بڑی چال باز ہے اوڈیسوس کو بتاتی تک نہیں کہ زیوس نے کیا حکم دیا ہے۔ بلکہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ اسے اپنی خوشی سے جانے دے رہی ہے۔

کرکی جادوگرنی کا طورطریقہ بالکل مختلف ہے۔وہ بظاہر آہن دل ہے مگر زبردست کے سامنے ترنت موم ہو جاتی ہے۔وہ صرف مزے لوٹنے کی قائل ہے،اس سے اس اسے کوئی غرض نہیں کہ اوڈیس اس کا ہوکر رہ جائے۔

نوخیز اور حسین شہزادی ناوسکائے اوڈیس کو دیکھتے ہی دل دے بیٹھتی ہے۔مگر وہ شرم وحیا کی پتلی ہے اور اخلاقی اقدار کو ہمیشہ مدنظر رکھتی ہے۔وہ اپنے باپ سے شادی کا ذکر کرتے ہوئے شرماتی ہے۔شادی سے پہلے مردوں سے اختلاط اسے پسند نہیں ہے۔

''میں خوداس لڑکی کو برا بھلا کہوں گی جو ماں باپ کے جیتے جی،سہیلیوں کو چھوڑ چھاڑ کر شادی ہونے سے پہلے ہی مردوں سے عشق لڑانے لگے''(۱۰)

شہزادی ناوسکائے کا کردار بیان کرتے ہوئے ہومر نے بڑی کفایت اور دلفریبی سے کام لیا ہے۔

ہیلن کی تصویر کشی بھی خوب ہے جو اپنے داغدار ماضی کے باوجود شوہر پر بدستور حاوی ہے اور بات بات پر لقمے دیتی رہتی ہے۔

اوڈیس کی بیوی پینے لوپیا احتیاط اور عقلمندی میں شوہر سے بھی دو ہاتھ آگے ہے۔وہ وفاداری،ایثار اور استقامت کا بے نظیر نمونہ ہے۔وہ خواستگاروں کو حیلے بہانے سے بہلائے رکھتی ہے۔اسے اوڈیس کے زندہ ہونے کا پختہ یقین ہے۔اس کے اندر ممتا کا جذبہ بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ٹیلیماخوس کے جزیرہ سپارٹا جانے پر غمزدہ ہو جاتی ہے۔اس کے کردار میں مشرقیت نظر آتی ہے۔

بوڑھی انا یورکلیا بھی انتہائی وفادار خادمہ ہے۔وہ خزانوں کی پاسبان اور گھر کے تمام بھیدوں کی رازدان ہے۔اوڈیس کے لیے اس کی تڑپ بھی دیدنی ہے۔ٹیلیماخوس کو وہ بہت لاڈ پیار سے پروان چڑھاتی ہے۔یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اوڈیس کی بہی خواہ اتھنی بھی دیوی ہے کوئی دیوتا نہیں۔

یونانی کلچر میں عورت کا کردار ہمیں بہت مضبوط اور حاوی نظر آتا ہے۔خواہ وہ ماں کے روپ میں ہو یا بیوی کے روپ میں یا دیوی کی شکل میں۔

اوڈیسی میں جلالی اور جمالی کیفیتیں آمنے سامنے ہیں۔یہ داستان آگ اور پانی دونوں عناصر کی مثبت اور منفی خاصیتوں کے تداخل سے ایک پراسرار ارژنگ بن گئی ہے۔''اوڈیسی'' واضح طور پر جی اٹھنے کی کہانی ہے اس دروبست میں سمندر اور آبی مثالوں کی فعال موجودگی کی رمزیت محتاج بیان نہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ اوڈیس اپنی جڑوں کی تلاش میں اور اپنی ذات کی جستجو میں سرگرداں ہے۔اس کا سابقہ دوسری کم گہری ذاتوں،خوب صورت اور حیلہ جو خون خواروں سے پڑتا ہے۔مگر وہ کسی رعب اور لالچ میں نہیں آتا اور منزل پر پہنچ کر دم لیتا ہے۔

ہومر کے اس شاہکار میں چھپی آفاقیت اس کی فکری اور فنی عظمت کی گواہ ہے۔کہتے ہیں کہ ایلیڈ اور اوڈیسی ہمیشہ سکندراعظم کے تکیے تلے دھری رہتی تھی۔

حوالہ جات

(۱) عالمی کلاسیک، مرتبہ شہناز کوثر، اورینٹ پبلیشرز، لاہور، ۲۰۰۱، ص ۱۷

(۲) ہومر، اوڈیسی، مترجم سلیم الرحمان، جہاں گرد کی واپسی، مکتبہ دانش، لاہور، ۱۹۷۱، ص ۲۲۵

(۳) ایضاً، ص ۳۴۱

(۴) ایضاً، ص ۳۲۸

(۵) ایضاً، ص ۴۱۰

(۶) ایضاً، ص ۴۶۵

(۷) ایضاً، ص ۳۶

(۸) ایضاً، ص ۳۹

(۹) ایضاً، ص ۱۲۷

(۱۰) ایضاً، ص ۲۰۱